ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ناول محمد بن قاسم کے معروف تاریخی کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ

Syed Rafaqat Ali Shah
PhD scholar Department of Urdu , Islamia Collage University Peshawar
syedrifaqatalis@gmail.com
Dr. Anwar Ali (Assistant Professor
Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar
Email
Anwar@icp.edu.pk

Abstract

"Muhammad bin Qasim" by Naseem Hijazi is a historical novel that masterfully recreates the dramatic conquest of Sindh by the young Umayyad general, Muhammad bin Qasim, in the early 8th century. Known for his ability to bring history to life, Hijazi meticulously crafts a narrative that intertwines historical events with engaging storytelling, offering readers both an educational and thrilling experience.The novel begins with the socio-political landscape of the Umayyad Caliphate, setting the stage for Muhammad bin Qasim's monumental expedition. Appointed at a young age to lead the campaign against Raja Dahir of Sindh, Muhammad bin Qasim demonstrates exceptional military acumen and leadership. His journey from the deserts of Arabia to the fertile plains of the Indus River is fraught with challenges, including formidable foes, internal dissent, and the complexities of integrating diverse cultures.

Hijazi's portrayal of Muhammad bin Qasim is one of a visionary leader who combines tactical brilliance with a compassionate approach towards the conquered peoples .The novel delves into his strategic maneuvers , his efforts to win the hearts and minds of the local populace and his ability to inspire loyalty and courage among his troops .Through a rich array of characters—loyal companions, fierce warriors, and resilient locals—Hijazi explores the broader themes of faith, honor, and the clash of civilizations. The interactions between these characters provide a nuanced view of the cultural and religious dynamics of the time, highlighting the impact of Islamic rule on the Indian subcontinent."Muhammad bin Qasim" is more than a tale of conquest; it is a profound reflection on leadership, justice, and the enduring influence of historical figures. Hijazi's narrative sheds light on the early Islamic expansion and the enduring legacy of Muhammad bin Qasim's conquests, making it a must-read for those interested in Islamic history and the rich tapestry of the medieval world.

تاریخ ایک آئینہ ہے جس کو سامنے رکھ کر قومیں اپنے ماضی وحال کا موازنہ کرتی ہیں اور یہی ماضی اور حال کا موازنہ ان کے مستقبل کا راستہ تیار کرتا رہتا ہے۔ماضی کی یاد مستقبل کی امنگوں میں تبدیل ہو کر ایک قوم کے لیے ترقی کا زینہ بن سکتی ہے اور ماضی کے روشن

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

زمانے پر بے علمی کے نقاب ڈالنے والی قوم کے لیے مستقبل کے راستے بھی تاریک ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے ماضی کی داستان دنیا کی تمام قوموں کی تاریخ سے زیادہ روشن ہے۔ اگر ہمارے نوجوان غفلت اور جہالت کے پردے اٹھا کر اس روشن زمانے کی معمولی سی جھلک بھی دیکھ سکیں تو مستقبل کے لیے انہیں ایک ایسی شاہراہ عمل نظر آئے گی جو کہکشاں سے زیادہ درخشاں ہے۔

ناول "محمد بن قاسم" نسیم حجازی کا تحریر کردہ تاریخی ناول ہے جو کہ 1945ء میں شائع ہوا۔ یہ ناول دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ناہید جبکہ دوسرا حصہ کمسن اور نوجوان سپہ سالار پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ناول نگار نے بڑے خوبصورت انداز میں مضامین کو قلم بند کیا جن میں ابوالحسن، سراندیپ کے دربار میں، قزاق، گنگو اور اس کی سرگزشت، دیبل، قیدی، مایا کی پریشانی، بہن اور بھائی، دوست اور دشمن، اور آخری امید جیسے موضوعات تحریر کیے ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں قیتبہ کا ایلچی، بصرہ سے دمشق تک، سپاہی اور شہزادہ پہلی فتح، سب کا محسن، صبح کا ستارہ، سندھ کا نیہ سپہ سالار، راجہ داہر کی آخری شکست، برہمن آباد سے ارد رتک، ان کا دیوتا، سلیمان کا قیدی، اور عروبِ آفتاب شامل ہیں۔ یہ ناول 399 صفحات پر مشتمل ہے جس کے ہر صفحے میں جہاد اور اسلام کی تعلیمات کو قارئین تک پہنچانے کی سعی کی گئی ہے۔

نسیم حجازی کے ناول "محمد بن قاسم" کے پہلے حصے میں ایک "ناہید" نامی لڑکی کے بارے میں لکھا گیا ہے جس کی ایک آواز کی بدولت پورے سندھ کے فتح ہونے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جبکہ دوسرا حصہ محمد بن قاسم کے بارے میں ہے جو کہ ایک کمسن اور نوجوان سپہ سالار کی حیثیت سے سامنے آتا ہے اس ناول کا پہلا حصہ ایسے تاریخی واقعات پر مشتمل ہے جو کہ ہمیں نہ تو کسی تاریخی کتاب میں پڑھنے کو ملتا ہے اور نہ ہی کسی نصابی کتاب میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ کتاب کے اس حصے میں نسیم حجازی نے مسلمانوں کے دلوں میں جگہ بنا کر ناول کے قاری کو یہ بتانے کی سعی کی ہے کہ کس طرح ایک سچے مومن کی خصوصیات ہوتی ہیں اگر وہ کچھ بولے تو اس کے الفاظ دوسرے انسان کو کس قدر متاثر کر سکتے ہیں اس کی آواز کے جادو سے ہی ایک منافق کا دل پگھل جاتا ہے اور اسے دین کی سمجھ آجاتی ہے جس کی وجہ سے اس کا پورا گھرانہ کلمہ توحید پڑھ لیتا ہے۔ ناول کے پہلے حصے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک مومن مشکل سے مشکل اور بدترین حالات میں بھی صبر و شکر کا دامن نہیں چھوڑتا اور کیسے ایک سچا مومن جس میں جہاد کا جذبہ ہو اور جس کو خدا نے ایمان کی دولت سے نوازا ہو اس کی آواز کے سحر سے ہی ایک بھٹکا ہوا شخص راہ راست پر آجاتا ہے۔ ناول کے ابتدائی حصے میں نسیم حجازی نے ایسے بہت سے واقعات کا تذکرہ کیا ہے جس سے ایک مسلمان کی شان اور عظمت قارئین کے ایمان کو تازہ کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اس حصے میں صبر و شکر کے ساتھ ساتھ امید کی کرن بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس حصے میں کہیں جذبات کی شدت دیکھنے کو ملتی ہے تو کہیں امید کی کرنیں اور کہیں صبر و شکر کے ساتھ اللہ کی ذات پر بھروسے کی امنگیں اور اس کے ساتھ ساتھ بے شمار غیر مسلموں کا ایمان لانے کے واقعات کو بھی بڑے عمدہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر جب ابوالحسن سلمٰی اور اس کے والد سے ملتا ہے اور وہ دونوں ایمان لاتے ہیں تو نسیم حجازی نے اس کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے:

> "ابوالحسن کے ساتھی شبنم آلود گھاس پر چادریں بچھا کر اس کے پیچھے صف بستہ کھڑے تھے ابوالحسن نے نہایت دلکش آواز میں سورہ فاتحہ کے بعد چند آیات تلاوت کیں۔ قرآن مجید کے الفاظ نے عبدالشمس کے دل میں تلاطم بپا کر دیا۔ اس کے پڑوسی عرب بھی اس کے قریب آکھڑے ہوئے اور اپنی قوم کے نوجوانوں کے نئے طریق عبادت کو دلچسپی سے دیکھنے لگے۔ رکوع و سجود کے بعد دوسری رکعت تک عبدالشمس پر ایک بے خودی سی طاری ہو چکی تھی۔"[1]

اس طرح ناول کے دوسرے حصے میں "محمد بن قاسم" جو کہ ایک کم عمر نوجوان ہوتا ہے، کے بارے میں درج ہے ساتھ ہی ساتھ اس کی بہادری کی مثالیں بھی اس حصے میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس حصے میں محمد بن قاسم کی ذاتی زندگی سے لیکر حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کے رشتے اور اس کے ساتھ ساتھ اس رشتے کی پیچیدگیوں اور عرب کے حالات وغیرہ کو بھی نسیم حجازی نے بڑے خوبصورت انداز میں قارئین کے گوشگزار کیا ہے۔ ناول کے اس حصے کو پڑھنے سے قارئین کے دل میں بھی جذبہ جہاد بھر جاتا ہے اور وہ بھی چاہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی اور اپنی اولاد کی زندگی کو اسلام کے لیے وقف کر دے۔ ناول "محمد بن قاسم" ایک بہترین اور اخلاقیات کے اعلیٰ درجہ پر فائز ایک نوجوان یعنی محمد بن قاسم کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اس ناول کو پڑھ کر ہر شخص کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور ناول

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

نگار ناول کے قاری کو یہ باور کروانے کی سعی کرتے ہیں کہ ایک بلند پایہ انسان وہی ہے جو کہ اخلاقیات کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے کیونکہ اس ناول میں اخلاقیات کی اعلیٰ مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ کیسے 12000 فوج کا ایک دستہ ایک لاکھ کی فوج میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ناول کے آخری حصے میں محمد بن قاسم کی موت قاری کی آنکھیں نم دیدہ کر دیتی ہیں۔ ناول کا اختتام محمد بن قاسم کے جنازے کے ساتھ ہوتا ہے۔

ناول "محمد بن قاسم" کے تاریخی کرداروں کا تجزیاتی جائزہ:

محمد بن قاسم کا کردار:

محمد بن قاسم کا کردار تاریخی کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔ وہ تیر اندازی اور نیزہ بازی میں تمام لڑکوں سے بہترین نیزہ باز اور تیر انداز ہوتا ہے تیغ زنی میں بھی وہ کافی ماہر ہوتا ہے۔ محمد بن القاسم الثقفي (پورا نام عمادالدین محمد بن قاسم تھا)، جو بنو امیہ کے ایک مشہور سپہ سالار حجاج بن یوسف کے بھتیجے تھے۔ محمد بن قاسم نے 17 سال کی عمر میں سندھ فتح کر کے ہندوستان میں اسلام کو متعارف کرایا اور ہندوستان میں اموی مہمات کا افتتاح کیا۔ ان کو اس عظیم فتح کے باعث ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں میں ایک مسیحا کا اعزاز حاصل ہے اور اسی لیے سندھ کو "باب الاسلام" کہا جاتا ہے، کیونکہ ہندوستان پر اسلام کا دروازہ یہیں سے کھلا۔

محمد بن قاسم 31 دسمبر 695ء میں طائف میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد خاندان کے ممتاز افراد میں شمار کیے جاتے تھے۔ جب حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر مقرر کیا گیا تو اس نے ثقفی خاندان کے ممتاز لوگوں کو مختلف عہدوں پر مقرر کیا۔ ان میں محمد بن قاسم کے والد قاسم بھی تھے، جو بصرہ کی گورنری پر فائز تھے۔ اس طرح محمد بن قاسم کی ابتدائی تربیت بصرہ میں ہوئی۔ تقریباً 5 سال کی عمر میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔

محمد بن قاسم ایک نو عمر نوجوان تھے۔ اس کم عمری میں انھوں نے سندھ کی مہم پر سپہ سالار کی حیثیت سے جو کارنامے انجام دیے وہ ان کے کردار کی پوری طرح عکاسی کرتے ہیں۔ وہ زبردست جنگی قابلیت اور انتظامی صلاحیتوں کا مالک تھے۔ ان کی ان صلاحیتوں کے ثبوت کے لیے سندھ کی مہم کی کامیابی ہی کافی ہے۔ ان کے اخلاق و کردار کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک غیر قوم ان کی گرویدہ ہو گئی تھی۔ سندھ کے عوام ان سے حد درجہ چاہت کا اظہار کرنے لگے تھے۔

جب محمد بن قاسم نے سندھ کے پہلے قلعے پر حملہ کیا تو قلعے میں موجود سپاہیوں کے ساتھ نرمی اختیار کرتے ہوئے انہیں اجازت دی کہ اگر کوئی قلعے سے نکلنے کی خواہش رکھتا ہے تو وہ اپنے ہتھیار رکھ کر قلعے سے بآسانی نکل سکتا ہے۔ مفتوح دشمن کے ساتھ ایسا سلوک سندھ کی تاریخ میں ایک نیا باب تھا۔ نسیم حجازی لکھتے ہیں کہ:

> "ایک معمر سپاہی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا دروازے تک پہنچا اور کچھ سوچ کر واپس آ گیا۔ محمد بن قاسم نے اس سے کہا اگر قلعے میں تمہاری کوئی چیز کھو گئی ہے تو تلاش کر سکتے ہو۔ اس نے غور سے محمد بن قاسم کی طرف دیکھا اور سوال کیا "کیا عرب فوج کے سپہ سالار آپ ہیں"۔۔۔ "ہاں میں ہوں" محمد بن قاسم نے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمارا مقصد دشمن کو تباہ کرنا نہیں بلکہ اس کو سلامتی کا راستہ دکھانا ہے۔"[2]

اس طرح ہم دیکھتے ہیں جب ایک بوڑھے سالار نے محمد بن قاسم کو کہا کہ سندھ کی فتح کے لیے خدا نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ لیکن سپہ سالار کا فوج کے ساتھ رہنا ہی مناسب رہے گا۔ سپہ سالار کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے وہ فوج کا آخری سہارا ہوتا ہے۔ اگر خطرناک مہم میں آپ کو کوئی حادثہ پیش آ گیا تو فوج میں پھوٹ پڑ جائے گی اس پر نسیم حجازی ناول میں محمد بن قاسم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> " محمد بن قاسم نے جواب دیا" قادسیہ کی جنگ میں ایرانیوں کو اپنے زبردست لشکر کے باوجود اس لیے شکست ہوئی کہ انہوں نے اپنی طاقت سے زیادہ رستم کی شخصیت سے امیدیں وابستہ کیں۔ رستم مارا گیا تو وہ مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کے مقابلے سے بھاگ نکلے، لیکن اس کے برعکس مسلمانوں کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

> سپہ سالار سعدی بن وقاص گھوڑے پر چڑھنے کے قابل نہ تھے اور انہیں میدان سے الگ ایک طرف بیٹھنا پڑا لیکن مسلمانوں کی خود اعتمادی کا یہ عالم تھا کہ انہیں اپنے سپہ سالار کی عدم موجودگی کا احساس تک بھی نہ تھا۔"[3]

نسیم حجازی کے ناول "محمد بن قاسم" میں محمد بن قاسم کا کردار نہایت اہم اور نمایاں ہے۔ یہ کردار تاریخی حقائق پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی زندگی میں بھی ڈھالا گیا ہے جو ناول کو دلچسپ اور پر اثر بناتا ہے۔ محمد بن قاسم تاریخ میں ایک نوجوان اموی جرنیل کے طور پر جانے جاتے ہیں جنھوں نے 17 سال کی عمر میں سندھ کو فتح کیا۔ ان کی فتوحات نے برصغیر میں اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی۔ نسیم حجازی نے اس تاریخی شخصیت کو اپنے ناول میں بطور ہیرو پیش کیا ہے، جس سے ان کی بہادری اور قائدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ناول میں محمد بن قاسم کی عسکری مہارت کا بھرپور تذکرہ ہے۔ ان کی فوجی حکمت عملی، جنگی حکمت عملی، اور دلیری کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ نسیم حجازی نے ان کی جنگی قابلیت کو نمایاں کر کے یہ دکھایا ہے کہ وہ نہ صرف ایک بہترین جنگجو تھے بلکہ ایک ماہر فوجی کمانڈر بھی تھے جو اپنے سپاہیوں کے دلوں میں اعتماد اور حوصلہ پیدا کرتے تھے۔ محمد بن قاسم کا کردار ناول میں ایک مثالی لیڈر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان کی قیادت میں نہ صرف فوجی کامیابیاں حاصل ہوئیں بلکہ انہوں نے مقامی لوگوں کے دلوں میں بھی جگہ بنائی۔ وہ انصاف پسند، مہربان، اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل تھے۔ ان کا مقصد صرف فتوحات حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ علاقے میں امن وامان قائم کرنا بھی تھا۔

محمد بن قاسم کے کردار میں اسلامی اصولوں کی پاسداری اور اخلاقی برتری نمایاں ہے۔ نسیم حجازی نے ان کی شخصیت کے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان تھے جو اسلامی تعلیمات پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ ان کی انصاف پسندی، رحم دلی، اور عدل وانصاف کا بول بالا ناول میں نمایاں ہے۔ نسیم حجازی محمد بن قاسم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

> "آدھی رات تک محمد بن قاسم کے تھکے ہارے سپاہی زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہیدوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہے۔ میدان میں چاروں طرف سے دشمن کے زخمی سپاہیوں کی چیخ اور پکار سنائی دے رہی تھی۔ شہیدوں کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے بعد مسلمانوں کی فوج کا سترہ سالہ سپہ سالار جس کا جسم بے آرامی کی کئی راتیں کاٹنے کے بعد تھکاوٹ سے چور ہو چکا تھا جس کے بازو دن بھر تلواروں اور نیزوں سے کھیلنے کے بعد شل ہو چکے تھے، اپنی پیٹھ پر پانی کا مشکیزہ اٹھائے زخموں سے کراہتے ہوئے دشمنوں کی پیاس بجھا رہا تھا۔ وہ آنکھیں جن میں اس کے ساتھیوں نے لڑائی کے وقت قہر و غضب و آگ کے شعلے دیکھے تھے اب گر کر تڑپنے والے دشمن کے لیے عفو اور رحم کے آنسوؤں سے لبریز تھیں۔۔۔"[4]

نسیم حجازی نے محمد بن قاسم کے کردار کو انسانی پہلوؤں سے بھی اجاگر کیا ہے۔ ان کے احساسات، جذبات، اور انسانی کمزوریاں بھی ناول میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ پہلو ان کے کردار کو حقیقت کے قریب لاتا ہے اور قاری کو ان کی زندگی کی پیچیدگیوں کا احساس ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم کے کردار میں سیاسی بصیرت اور سماجی سمجھ بوجھ کا بھی ذکر ہے۔ وہ نہ صرف ایک فوجی لیڈر تھے بلکہ ایک بہترین سیاستدان بھی تھے جو علاقائی حالات اور مقامی ثقافت کا بخوبی ادراک رکھتے تھے۔ انہوں نے مقامی لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے اور ان کے مسائل کو سمجھا اور حل کرنے کی کوشش کی۔ نسیم حجازی نے محمد بن قاسم کے کردار کو بڑی مہارت سے پیش کیا ہے۔ انہوں نے تاریخی حقائق کو ادبی تخلیقیت کے ساتھ ملا کر ایک ایسا کردار پیش کیا ہے جو نہ صرف دلکش اور متاثر کن ہے بلکہ قاری کے دل میں اپنی جگہ بھی بناتا ہے۔ محمد بن قاسم کی شخصیت میں بہادری، دانشمندی، انصاف پسندی، اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی جو جھلک ملتی ہے، وہ انہیں ایک مثالی ہیرو کے طور پر سامنے لاتی ہے۔

محمد بن قاسم کا کردار نسیم حجازی کے ناول میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کردار نہ صرف تاریخی حقائق کو بیان کرتا ہے بلکہ ادبی لحاظ سے بھی ایک دلچسپ اور مثالی کردار کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی تفصیل سے تجزیہ قاری کو اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ وہ نہ صرف ایک عظیم فوجی لیڈر تھے بلکہ ایک اعلیٰ انسان اور بہترین قائد بھی تھے۔

اس طرح جب ناول میں محمد بن قاسم بھیم سنگھ کو زخمی حالت میں قلعے میں لاتا ہے اور اس کی تیاداری کرتا ہے تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے بھیم سنگھ پر محمد بن قاسم کی گفتگو کا کافی اثر ہوا۔ نسیم حجازی لکھتے ہیں کہ :

> "بھیم سنگھ نے کہا"آپ کا مطلب ہے کہ آپ تمام قیدیوں کو رہا کر دیں گے ؟ محمد بن قاسم نے جواب دیا" ہمارا مقصد لوگوں کو قیدی بنانا نہیں بلکہ ہم انہیں ایک ظالم حکومت سے نجات دلا کر ایک ایسے نظام سے آشنا کرنا چاہتے ہیں جس کا بنیادی اصول مساوات ہے۔آپ کے سپاہی ہمیں غیر ملکہ حملہ آور سمجھ کر ہمارے مقابلے میں آئے تھے لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہماری جنگ وطن کے نام پر نہیں۔ قوم کے نام پر نہیں۔ ہم سندھ پر عرب کی برتری نہیں چاہتے۔ ہم روئے زمین کے تمام انسانوں کی بہتری کے لیے ایک عالم گیر انقلاب چاہتے ہیں۔" [5]

محمد بن قاسم اس ناول کا مرکزی کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔ وہ ایک تاریخی شخصیت ہیں جنہیں برصغیر کی فتح کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ نسیم حجازی نے محمد بن قاسم کو بہادری،انصاف پسندی،اور بہترین حکمت عملی کے حامل فرد کے طور پر پیش کیا ہے ان کا کردار مثبت اور مثالی ہے جو قاری کو حوصلہ اور ترغیب دیتا ہے۔تاہم تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو محمد بن قاسم کی شخصیت میں شاید کچھ مثالی پہلوؤں کی زیادہ آمیزش کی گئی ہے جو کہ حقیقت سے دور ہو سکتی ہے۔

شاہ معین الدین محمد بن قاسم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

> "محمد بن قاسم صالح نوجوان تھا اس نے سندھ فتح کیا، وہاں اچھے اثرات پیدا کیے، عادلانہ نظام حکومت قائم کیا، لیکن وہ حجاج کا بھتیجا تھا، اس لئے عتاب سے نہ بچ سکا، چنانچہ سلیمان نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا حاکم بنا کر بھیجا، اس نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا"[6]

محمد بن قاسم کو نسیم حجازی نے ایک غیر معمولی بہادر اور بہترین جنگی حکمت عملی رکھنے والے جرنیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ میدان جنگ میں بے خوفی اور دانائی کا مظاہرہ کرتے ہیں، کو کہ ان کی شخصیت کو مثالی بناتا ہے تاہم تنقیدی نقطہِ نظر سے دیکھا جائے تو یہ تصویر بعض اوقات حقیقت سے زیادہ رومانوی لگتی ہے۔ تاریخی حقائق کے مقابلے میں ناول میں ان کی بہادری اور کامیابیوں کو ممکنہ طور پر زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔

محمد بن قاسم کی فتوحات اور ان کے اقدامات کے حوالے سے تاریخی حوالوں میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ نسیم حجازی نے انہیں ایک ہیرو کے طور پر پیش کیا ہے، جو کہ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ہو سکتا ہے تاہم تاریخی حقائق کو زیادہ حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا جانا چاہیئے تھا۔

حجاج بن یوسف:

حجاج بن یوسف ایک تاریخی شخصیت ہیں جو اموی خلافت کے دور میں ایک انتہائی متنازع اور طاقتور حکمران کے طور پر مشہور ہوئے۔ حجاج بن یوسف کا پورا نام الحجاج بن یوسف الثقفی، 661ء میں طائف میں پیدا ہوئے۔۔ وہ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں نمایاں ہوئے اور اپنی انتظامی صلاحیتوں اور حکمت عملی کی وجہ سے معروف ہوئے۔

نسیم حجازی کے ناول "محمد بن قاسم "حجاج بن یوسف کا کردار ایک اہم اور پیچیدہ شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ حجاج بن یوسف ایک تاریخی شخصیت ہیں جن کا کردار اسلامی تاریخ میں بہت نمایاں ہے، خاص طور پر ان کی حکمرانی اور ان کے اقدامات کے حوالے سے۔ حجاج بن یوسف کو ناول میں ایک بہترین منتظم اور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

حکمت عملی کے ماہر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ان کی منصوبہ بندی اور جنگی حکمتِ عملی محمد بن قاسم کی فتوحات میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے،ان کا یہ پہلو تاریخی حقائق کے مطابق ہے کیونکہ حجاج بن یوسف نے اسلامی سلطنت کی توسیع میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

نسیم حجازی "محمد بن قاسم" میں لکھتے ہیں کہ :

"یہ حجاج بن یوسف تھا جس کے آہنی پنجوں سے دشمن اور دوست یکساں طور پر پناہ مانگتے تھے۔ جس کی تلوار عرب و عجم پر صاعقہ بن کر کوندی اور بسا اوقات اپنی حدود سے تجاوز کر کے عالم اسلام کے ان درخشندہ ستاروں کو بھی خاک اور خون میں لٹا گئی جن کے سینے نور ایمان سے منور تھے۔ حجاج بن یوسف کی طوفانی زندگی کا پہلا دور وہ تھا جب وہ عبدالملک کے عہدِ حکومت میں سرکشوں کو مغلوب کرنے کے لیے اٹھا اور عراق اور عرب پر آندھی اور طوفان بن کر چھا گیا لیکن اس دور میں اس کی تلوار ایک اندھے کی لاٹھی تھی جو حق اور ناحق میں تمیز نہ کر سکی"7

حجاج بن یوسف کی شخصیت میں سخت گیری اور ظلم کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ تاریخ میں ان کی حکمرانی کے دوران ظلم و ستم کی داستانیں مشہور ہیں۔ ناول میں بھی انہیں ایک سخت گیر حکمران کے طور پر دکھایا گیا ہے جو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔ یہ پہلو ان کی شخصیت کی پیچیدگی کو اُجاگر کرتا ہے اور انہیں ایک متنازع کردار بناتا ہے۔

حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کا تعلق ناول میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ حجاج بن یوسف محمد بن قاسم کے سرپرست اور رہنما کے طور پر دکھائے گئے ہیں۔ انہوں نے محمد بن قاسم کو سندھ کی فتح کے لیے بھیجا اور ان کی ہر ممکن مدد کی۔ یہ تعلق ناول میں ان دونوں کرداروں کی مضبوطی اور تعاون کو نمایاں کرتا ہے۔

حجاج بن یوسف کا کردار نسیم حجازی کے ناول میں ایک پیچیدہ اور متنازع شخصیت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ان کی حکمت عملی اور انتظامی صلاحیتوں کی تعریف کی جا سکتی ہے لیکن ان کی سخت گیری اور ظلم پالیسیوں پر تنقید بھی جائز ہے۔ ناول میں ان کا کردار محمد بن قاسم کی فتوحات کو ممکن بنانے میں اہمیت رکھتا ہے لیکن ان کی شخصیت کی پیچیدگی اور تاریخی حقائق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، انہیں مکمل طور پر ہیرو یا ولن قرار دینا ایک مشکل عمل ہوگا۔

نسیم حجازی حجاج بن یوسف کے متعلق لکھتے ہیں کہ :

"عبدالملک کے عہدِ حکومت میں حجاج بن یوسف کی تمام جدوجہد عرب اور عراق تک محدود رہی اور اس کی خون آشام تلوار نے جہاں عبدالملک کی حکومت کو مضبوط اور مستحکم کیا وہاں اس کے دامن کو بے شمار بے گناہوں کے خون کے چھینٹوں سے داغدار بھی کیا لیکن ولید کا عہد مسلمانوں کے لیے نسبتاً امن کا زمانہ تھا اور حجاج بن یوسف اپنی زندگی کے باقی چند سال مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی فتوحات کی راہیں صاف کرنے میں صرف کر رہا تھا"8

حجاج بن یوسف کا کردار "محمد بن قاسم" میں بہت مضبوط اور پیچیدہ ہے۔ نسیم حجازی نے ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو بڑی مہارت سے پیش کیا ہے ان کی حکمت عملی، انتظامی صلاحیتیں، سیاسی بصیرت اور سخت گیری کی وجہ سے انہیں ایک متنازع شخصیت کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ تاریخی حقائق اور ناول کی کہانی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، حجاج بن یوسف کا کردار قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے اور اسلامی تاریخ کے اس اہم دور کے بارے میں گہرائی سے سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

راجہ داہر کا کردار:

نسیم حجازی کے ناول "محمد بن قاسم" میں راجہ داہر کا کردار ایک اہم اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ راجہ داہر سندھ کے حکمران تھے اور ان کا کردار محمد بن قاسم کے حملے کے دوران مخالف کے طور پر سامنے آتا ہے۔ راجہ داہر تاریخی لحاظ سے سندھ کے آخری ہندو حکمران تھے ان کی حکمرانی کے دوران سندھ میں مختلف

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

قبائل اور گروہوں کے درمیان اختلافات اور جنگیں جاری رہتی تھیں۔ ان کا دورِ حکومت سندھ کے لوگوں کے لیے مشکل وقت تھا، جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی پائی جاتی تھی۔

نسیم حجازی نے راجہ داہر کو ایک منفی کردار کے طور پر پیش کیا ہے ان کی شخصیت میں ظلم ناانصافی، اور خود غرضی کی خصوصیات نمایاں ہیں وہ اپنی طاقت اور حکمرانی کو برقرار رکھنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ راجہ داہر کو ناول میں ایک چالاک اور ماہر سیاستدان کے طور پر دکھایا گیا ہے وہ مختلف قبائل اور حکمرانوں کے ساتھ اتحاد اور دشمنیوں کے ذریعے اپنی حکمرانی کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی حکمت عملی میں مکاری اور دھوکہ دہی کا عنصر بھی شامل ہے۔

راجہ داہر اور محمد بن قاسم کے درمیان جنگ ناول کا مرکزی حصہ ہے۔ راجہ داہر نے محمد بن قاسم کی فوج کا مقابلہ کرنے کے یے اپنی فوج کو منظم کیا اور جنگی حکمت عملی اختیار کی۔ تاہم ان کی فوج اور حکمت عملی محمد بن قاسم کی بہتر حکمت عملی کے سامنے ناکام رہی۔ راجہ داہر کے کردار میں ظلم و ستم کا پہلو نمایاں ہے انہوں نے اپنی رعایا پر ظلم ڈھایا اور اپنے مخالفین کو بے دردی سے کچلا۔ ان کی ظالمانہ حکمرانی کی وجہ سے عوام میں ان کے خلاف بغاوت کی فضا پیدا ہوئی۔

راجہ داہر کا کردار نسیم حجازی کے ناول میں بہت یک رخی اور منفی ہے۔ تاریخی حقائق کے مطابق، راجہ داہر کی حکمرانی میں یقیناً کچھ خامیاں اور مسائل تھے، لیکن ان کی شخصیت کو مکمل طور پر منفی انداز میں پیش کرنا تاریخی حقائق کے ساتھ مکمل انصاف نہیں کرتا۔ کچھ ناقدین کا خیال ہے کہ راجہ داہر کی شخصیت میں مزید پیچیدگیوں اور انسانی پہلوؤں کو شامل کیا جا سکتا تھا تاکہ ان کی حکمرانی کی مکمل تصویر پیش کی جا سکے۔

نسیم حجازی راجہ داہر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"راجہ داہر قریباً دو سو ہاتھیوں کے علاوہ اپنی فوج میں پچاس ہزار سواروں اور کئی پیدل دستوں کا اضافہ کر چکا تھا جون کے آخری دنوں میں دریا زوروں پر تھا اور یہ امید نہ تھی کہ محمد بن قاسم اسے عبور کرنے میں مستعدی سے کام لے گا اس نے اپنے لشکر کو فوراً پیش قدمی کا حکم دیا"[9]

راجہ داہر کا کردار "محمد بن قاسم" میں ایک مضبوط اور متنازع شخصیت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ان کی حکمت عملی، سیاست اور ظلم و ستم کے پہلو کہانی کو دلچسپ بناتے ہیں لیکن ان کی شخصیت کی یک رخا پیش کش بعض اوقات قاری کو غیر متوازن محسوس ہو سکتی ہے نسیم حجازی نے ان کی منفی خصوصیات کو زیادہ ابھارا ہے جس سے ناول میں محمد بن قاسم کی کامیوں کو مزید نمایاں کیا گیا ہے۔

بقول ڈاکٹر حمید الدین:

"راجا داہر بھی بڑی بہادری سے لڑا مگر ایک عرب نے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا"10

راجہ داہر کا کردار ناول "محمد بن قاسم" میں ایک اہم مخالف کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو محمد بن قاسم کی فتوحات اور حکمتِ عملی کو چیلنج کرتا ہے۔ ان کی شخصیت کو ظلم و ستم اور مکاری کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جو کہانی کے تناظر میں ان کی منفی تصویر کشی کرتا ہے۔ تنقیدی نقطہ نظر سے ان کی شخصیت کی پیچیدگیوں کو مزید گہرائی سے پیش کیا جا سکتا تھا تاکہ ان کے کردار کو مکمل طور پر سمجھا جا سکے۔

ابوالحسن کا کردار:

نسیم حجازی کے ناول "محمد بن قاسم" میں ابوالحسن کا کردار ایک نیم تاریخی کردار ہے جو کہانی کو دلچسپ اور معنویت سے بھرپور بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ابوالحسن کی شخصیت محمد بن قاسم کی زندگی اور فتوحات کے تناظر میں نمایاں ہے یہ کردار نہ صرف محمد بن قاسم کی اخلاقی اور روحانی تربیت میں اہم ہے بلکہ کہانی میں مختلف موڑ اور جذباتی پہلوؤں کو بھی اُجاگر کرتا ہے۔

نسیم حجازی ابوالحسن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"ابوالحسن کو دنیا کی ہر نعمت میسر تھی اس کے پاس مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ اسے اپنے بیوی بچوں

سے بے انتہا محبت تھی لیکن یہ محبت اسے گھر کی چار دیواری میں پابندِ سلاسل نہ رکھ دی۔ وہ قریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرنے کے لیے ایک طویل بحری سفر کی کٹھن منازل طے کرتا۔ پانچ دفعہ اس نے ایشیائے کوچک اور شمالی افریقہ میں جہاد کرنے والی افواج کا ساتھ دیا"11

ابوالحسن کی دانشورانہ بصیرت اور حکمت کہانی میں مختلف مسائل کا سامنا کرنے اور ان کے حل تلاش کرنے میں مدد کرتے ہیں ان کی دانشمندی اور تجربہ محمد بن قاسم کی عسکری اور سیاسی فیصلوں میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ابوالحسن کا کردار ایک مثالی شخصیت کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے جو اخلاقی اصولوں کی پاسداری کرتا ہے۔ ان کی شخصیت محمد بن قاسم کے لیے ایک نمونہ ہے اور وہ ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابوالحسن کی موجودگی کہانی میں اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔

ابوالحسن کا کردار کہانی میں مختلف موڑ اور جذباتی لمحات کو متعارف کراتا ہے ان کی موجودگی کہانی کو مزید گہرائی اور معنویت فراہم کرتی ہے ان کی حکمت عملی اور دانشورانہ بصیرت مختلف مواقع پر کہانی کے تسلسل کو برقرار رکھتی ہے۔

ناول محمد بن قاسم نسیم حجازی کا شاہکار ناول ہے جو کہ اسلامی تاریخ کی عمدہ مثال ہے۔ اس ناول کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ایک ناہید نامی لڑکی اور دوسرے حصے میں ایک عمر نوجوان لڑکے پر مشتمل ہے۔ ناول کے پہلے حصے میں ناول نگار نے بڑے تجسس سے کام لیا ہے کہ کس طرح ایک لڑکی کی آواز میں پورے سندھ کو فتح نصیب ہوتی ہے۔ ناول کے دونوں حصوں کے واقعات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ناول میں ہمارا واسطہ مختلف کرداروں سے ہوتا ہے جن میں ناہید، سلمیٰ، ابوالحسن،، محمد بن قاسم، حجاج بن یوسف، راجہ داہر شامل ہیں۔ ناول نگار نے تاریخ کے آئینے میں یہ کردار پیش کیے۔ ناول کو پڑھ کر قاری کو اسلامی تاریخ اور تاریخی شخصیات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

حوالہ جات

1. نسیم حجازی، ناول محمد بن قاسم، جہانگیر بک ڈپو، 2006ء، ص22
2. ایضاً، ص270
3. ایضاً، ص266
4. ایضاً، ص288
5. ایضاً، ص299
6. ڈاکٹر حمید الدین، "تاریخ اسلام، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی 1992ء، ص115
7. نسیم حجازی، ناول محمد بن قاسم، محولہ بالا، ص199،200
8. ایضاً، ص200
9. ایضاً، ص230

10-ڈاکٹر حمید الدین، "تاریخ اسلام، محولہ بالا، ص306

11-نسیم حجازی، محمد بن قاسم، محولہ بالا، 2006ء، ص35